

دنیاۓ اسلام

مجھ سے کچھ پنہاں نہیں اسلامیوں کا سوز و ساز
نشتِ بنیادِ کلیسا بن گئی خاکِ حجاز
جو سراپا ناز تھے، ہیں آج مجبورِ نیاز
وہ مئے سرکش، حرارت جس کی ہے مینا گداز
ٹکڑے ٹکڑے جس طرح سونے کو کر دیتا ہے گاز
مضطرب ہے تو کہ تیرا دل نہیں دانائے راز
می ندانی اول آں بنیاد را ویراں کنند؟
حق ترا چشمے عطا کرد ست غافل در نگر
موربے پر! حاجتے پیش سلیمانے مبر
ایشیا والے ہیں اس نکتے سے اب تک بے خبر
ملک و دولت ہے فقط حفظِ حرم کا اک ثمر
نیل کے ساحل سے لے کر تاجناک کا شجر
ترک خرگا ہی ہو یا اعرابی والا گھر
اڑ گیا دنیا سے تو مانندِ خاک رہگذر
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر
اے گرفتارِ ابوبکرؓ و علیؓ ہشیار باش
اب ذرا دل تھام کر فریاد کی تاثیر دیکھ
موجِ مضطر کس طرح بنتی ہے اب زنجیر دیکھ
اے مسلمان آج تو اس خواب کی تعبیر دیکھ
مر کے پھر ہوتا ہے پیدا یہ جہان پیر دیکھ
آنے والے دور کی دھندلی سی اک تصویر دیکھ
سامنے تقدیر کے رسوائی تدبیر دیکھ
ہر زماں پیشِ نظر لا تتخلف المیعاد دار

(بانگ درا)

کیا سناتا ہے مجھے ترک و عرب کی داستان
لے گئے تھیث کے فرزند میراثِ خلیلؑ
ہو گئی رسوا زمانے میں کلاہ لالہ رنگ
لے رہا ہے مے فروشانِ فرنگستاں سے پارس
حکمتِ مغرب سے ملت کی یہ کیفیت ہوئی
ہو گیا مانندِ آبِ ارزاں مسلمان کا لہو
گفت رومی ہر بنائے کہنہ کا باداں کنند
”ملک ہاتھوں سے گیا ملت کی آنکھیں کھل گئیں“
مومیائی کی گدائی سے تو بہتر ہے شکست
رابط و ضبطِ ملت بیضا ہے مشرق کی نجات
پھر سیاست چھوڑ کر داخلِ حصار دیں میں ہو
ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے
جو کرے گا امتیازِ رنگ و خوں مٹ جائے گا
نسل اگر مسلم کی مذہب پر مقدم ہو گئی
تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
اے کہ شناسی خفی را از جلی ہشیار باش
عشق کو فریاد لازم تھی سو وہ بھی ہو چکی
تو نے دیکھا سطوتِ رفتارِ دریا کا عروج
عام حریت کا جو دیکھا تھا خوابِ اسلام نے
اپنی خاکستر سمندر کو ہے سامانِ وجود
کھول کر آنکھیں مرے آئینہ گفتار میں
آزمودہ فتنہ ہے اک اور بھی گردوں کے پاس
مسلم استی سینہ را از آرزو آباد دار